جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں (بارہویں قسط)

مولانا فضل محمد یوسف زئی

۴:.....تعلیم وتعلم میں

یہ غامدی صاحب کے منشور کا چوتھا بڑا عنوان ہے، جس کے تحت پندرہ دفعات مذکور ہیں۔ پہلا دفعہ یہ ہے:

''پورے ملک میں تعلیم کا ایک ہی نظام رائج کیا جائے، تعلیمی نظام میں مذہبی وغیر مذہبی اور اردو یا انگریزی ذریعۂ تعلیم کی ہر تفریق بالکل ختم کردی جائے۔'' (منشور:ص:۱۴)

تبصرہ:.....ایسا لگتا ہے کہ غامدی صاحب کو ملک پاکستان میں دینی مدارس کی مذہبی تعلیم آنکھوں میں کھٹک رہی ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ انگریزی تعلیم کو نہ کوئی ہٹا سکتا ہے، نہ کوئی اس کا سوچ سکتا ہے۔ اسی طرح انگریزی ذریعۂ تعلیم کو بھی کوئی نہیں چھیڑ سکتا ہے، لہٰذا ان کے خیال میں مذہبی تعلیم اور اُردو ذریعۂ تعلیم دونوں بیکار ہیں اور یہی دونوں ان کے تیروں کا شکار ہیں، ورنہ اس دفعہ کا کوئی اور مفہوم نہیں بن سکتا ہے، کیونکہ جب اردو ذریعۂ تعلیم بھی نہ ہو، انگریزی ذریعۂ تعلیم بھی نہ ہو، مذہبی تعلیم بھی نہ ہو، انگریزی تعلیم بھی نہ ہو تو پھر اس ملک میں کیا رہ گیا؟ نہ معلوم غامدی صاحب اس دفعہ سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

دینی مدارس میں اصلاحات اور غامدی

اوپر بڑے عنوان ''تعلیم وتعلم'' کے تحت منشور کے دفعہ:۹ میں غامدی صاحب نے دینی مدارس کے بارے میں اصلاحات کی بات کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اس وقت جو دینی مدارس ہمارے ملک میں موجود ہیں انہیں اصلاحات پر آمادہ کرنے کے ساتھ حکومت اپنے اہتمام میں اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے جامعات قائم کرے۔ (منشور، دفعہ:۹،ص:۱۶)

تبصرہ:.....ایک طویل عرصہ سے حکومت پاکستان کے بڑے بڑے عہدے داروں، وزارت تعلیم کے نمائندوں

خیال کرتا ہے کہ خدا نے وہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں ذکر کی گئی ہیں؟ خبردار! خدا کی قسم! بلاشک میں نے حکم دیا، میں نے نصیحت کی اور میں نے منع کیا چند چیزوں سے جو مثل قرآن کے ہیں، بلکہ زیادہ ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نہ یہ حلال کیا کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں اجازت حاصل کیے بغیر چلے جاؤ اور نہ تمہارے لیے ان کی عورتوں کا مارنا حلال ہے اور نہ تمہارے لیے ان کے پھلوں کا کھانا جائز ہے، جب کہ وہ اپنا وہ مطالبہ ادا کردیں جو ان کے ذمہ تھا۔''

''أو أکثر'' یہ ''أو'' بمعنیٰ ''بل'' ہے۔ یہ شک کے لیے نہیں، بلکہ پہلی وحی سے متصل دوسری وحی آئی تو ''بل أکثر'' فرمایا۔ علماء اصول نے لکھا ہے کہ احکام پر مشتمل قرآنی آیات پانچ سو ہیں اور اسی طرح احادیث بھی پانچ سو ہیں۔

''**ولا ضرب نسائهم**'' اس سے مراد مفتوح قوم کی عورتوں کے مارنے کی ممانعت ہے۔ نیز ان کے گھروں کی بے حرمتی کی ممانعت ہے، جیسا کہ عام فاتحین کی عادت ہوتی ہے۔

دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے احکام بہت سارے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں، لیکن احادیث سے ثابت ہیں، جس کی تفصیل حجیتِ حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے اور میں نے توضیحات میں بھی لکھ دی ہے۔

غامدی منشور کے اسی دفعہ میں غامدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''طلبہ کو بتایا جائے کہ بوحنیفہ و شافعی، بخاری و مسلم، اشعری و ماتریدی اور جنید و) سب پر اسی کی حکومت قائم ہے۔'' (منشور ص:۱۶)

تبصرہ: سب سے پہلے تو میں قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ غامدی صاحب کے اس گستاخانہ اور متکبرانہ انداز کو دیکھ لیجئے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کس حقارت کے ساتھ بُوحنیفہ سے یاد کیا! امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کس انداز سے ذکر کیا! فقہائے کرام، محدثین، متکلمین اور صوفیائے کرام کا اس انداز سے ذکر کیا جس طرح کوئی شخص اپنے نابالغ بچوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ آخر میں حکم لگا دیا کہ سب پر قرآن کی حاکمیت اور حکومت ہونی چاہیے۔

میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو کب پتہ چلا ہے کہ یہ فقہاء اور محدثین اور متکلمین اور صوفیائے کرام قرآن عظیم کی حکومت نہیں مانتے ہیں اور انہوں نے اس طرح درس دیا ہے کہ ان کے پیروکار سمجھنے لگے ہیں کہ ان پر قرآن حاکم نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ اپنا نو ایجاد دین بنا چکے ہیں اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور قرآن عظیم کو چھوڑ چکے ہیں۔ منکرین حدیث اور غیر مقلدین کی گفتگو کا یہی طریقہ ہے جس طریقہ سے غامدی صاحب نے قلم کی ایک جنبش سے سب کا صفایا کردیا اور بڑی

معصومیت کے ساتھ قرآن کی آڑ لے کر فقہ وحدیث اور تصوف کا انکار کردیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ غامدی صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا کہ مقلدین حضرات قرآن کی حاکمیت کو نہیں مانتے ہیں یا محدثین ومتکلمین اور صوفیاء اس مرض میں مبتلا ہیں۔ میں نے جو غامدی صاحب کے منشور کو دیکھا اور ان کی دیگر تصنیفات میزان، تبیان اور البرہان وغیرہ کو دیکھا تو مجھے تو بالکل واضح نظر آیا کہ قرآن عظیم کے کئی احکامات کے غامدی صاحب منکر ہیں اور کھل کر لکھ کر انکار کرتے ہیں۔ میں آئندہ سب کچھ واضح کرنا چاہتا ہوں، ابھی تو غامدی صاحب کے منشور پر گفتگو ہورہی ہے۔ غامدی صاحب سمجھتے ہوں گے کہ میں ہاتھ کی صفائی سے سب کچھ غلط سلط لکھ دوں گا اور کسی کو پتہ نہیں چلے گا، ان شاء اللہ! ایسا نہیں ہوگا، غامدی صاحب جس صورت میں آئیں گے ہم ان کو پہچان لیں گے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

’’تم جس رنگ کا لباس پہن کر سامنے آنا چاہو آؤ! میں تمہارے قد وقامت کے انداز کو خوب جانتا ہوں۔

منشور کے اس دفعہ کے آخر میں غامدی صاحب لکھتے ہیں:

’’اور اس کے خلاف ان میں سے کسی کی کوئی چیز بھی قبول نہیں کی جاسکتی ہے۔‘‘ (منشور:۱۶)

تبصرہ:.....غامدی صاحب کا خیال ہے کہ ان فقہاء ومحدثین ومتکلمین وصوفیائے کرام کے کلام میں ایسی چیزیں ہیں جو قرآن کے خلاف ہیں، لہٰذا طلبہ کو بتادینا چاہیے کہ قرآن کے خلاف کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کی جاسکتی ہے۔ میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ان حضرات کی کونسی چیزیں آپ کو مل گئیں ہیں جو قرآن کے خلاف ہیں؟ وہ ہمیں بھی بتادیجیے، تاکہ ہم بھی ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو صرف بے مقصد طعن اور طنز کیوں کرتے ہیں؟ اور لوگوں کو ان کے اسلاف سے بدظن کیوں کرتے ہیں؟ آپ خود ان اکابرین کے بارے میں سوءِ ظن میں مبتلا ہو کر راہِ راست سے بھٹک چکے ہیں اور شتر بے مہار بن کر ہدایت کی شاہراہ اعظم کے بجائے گمراہی کی پگڈنڈیوں میں پریشان حال گھوم رہے ہیں، تو اور لوگوں کو کیوں تشکیک میں مبتلا کرتے ہیں؟

تعلیم وتعلم‘‘ کے بڑے عنوان کے تحت دفعہ:۱۵ کے ضمن میں غامدی صاحب لکھتے ہیں:

’’اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم کا موجودہ طریقہ بالکل ختم کردیا جائے اور ان جامعات سے فراغت کی سند کے لیے وہی درجہ مانا جائے جو مثال کے طور پر طب جدید میں ایم بی بی ایس کی سند کو حاصل ہے۔‘‘ (منشور ص:۱۷)

تبصرہ:.....دینی مدارس اور جامعات میں آٹھ سال تک درس نظامی کا سلسلہ چلتا ہے، اس کے بعد اعلیٰ

درجات کی اعلیٰ تعلیم میں دورہ حدیث ہوتا ہے اور پھر یہ طالب علم فارغ التحصیل اور فارغ درس نظامی ہوکر عالم دین بن جاتا ہے۔ فراغت اور تقسیم اسناد کے اس موقع پر مدارس میں ایک رُوح پرور منظر ہوتا ہے، اکثر طلبہ کے رشتہ دار اور عام شہری جمع ہوجاتے ہیں، وہ ان طلبہ کی دستار بندی کو جب دیکھتے ہیں اور ان کو پھولوں کے ہار پہناتے ہوئے مخلص مسلمانوں کو بھی دیکھتے ہیں تو طلبہ کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ دیکھنے والے مسلمانوں کا جذبہ موجزن ہوجاتا ہے اور وہ اپنے بچوں کو دینی مدارس میں دینی تعلیم دلانے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں۔ غامدی صاحب کو اسلامی مدارس کی یہ شان وشوکت برداشت نہیں، ان کو یہ اعلان گوش گزار کرنا بھی برداشت نہیں کہ اس سال جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ڈیڑھ ہزار طلبہ فارغ ہوگئے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے چھ سو طلبہ اور دارالعلوم کراچی کورنگی سے پانچ سو یا کم وبیش طلبہ عالم بن گئے۔ چونکہ یہ پررونق سلسلہ اہل حدیث غیر مقلدین کے ہاں نہیں ہے تو ان کے ہاں فارغ وغیر فارغ کا ظاہری طور پر کوئی فرق بھی نہیں اور نہ وہاں یہ شان وشوکت ہوتی ہے۔ غامدی صاحب جہاں کئی دیگر روحانی بیماریوں میں مبتلا ہیں وہیں پر یہ غیر مقلد بھی ہیں، اس لیے اپنے منشور میں جو کچھ لکھا یہ ان کے دل کی آواز ہے، لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ ختم کردیا جائے تو پھر کس اصول اور کس قانون کے مطابق ان طلبہ کو اعلیٰ ڈگری ایم بی بی ایس کے مساوی سند عطا کی جائے گی؟ کیا یہ خیانت نہیں ہے کہ پڑھا نہیں ہے اور جعلی سندِ فراغت اس کو عطا کی گئی اور اس کے نام کے ساتھ سند یافتہ عالم مساوی M.B.B.S لکھ دیا گیا؟

افسوس اس بات پر ہے کہ عصری تعلیم کی مروجہ جامعات اور کالجوں سکولوں میں جو بے قاعدگیاں ہورہی ہیں، مخلوط تعلیم سے جو فحاشی پھیلائی جارہی ہے اور ان جامعات کے اندر دوران تعلیم جو اخلاق سوز واقعات رونما ہورہے ہیں، اس کی اصلاحات کے لیے غامدی صاحب نے اپنے منشور میں کچھ نہیں لکھا، اگر لکھا تو دینی مدارس کا پیچھا کرکے لکھا، ایسا لگتا ہے کہ غامدی صاحب کے قلم کو اللہ تعالیٰ کسی نیک راستے میں استعمال ہونے نہیں دیتا ہے، حالانکہ غامدی صاحب نے اپنے منشور کی پیشانی پر لکھا ہے: ''اعلانِ جنگ دورحاضر کے خلاف'' تو کیا دورحاضر یہی دینی مدارس اور اسلامی احکامات ہیں؟

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ باما ہرچہ کرد آشنا کرد

''میں بیگانہ لوگوں کی وجہ سے ہرگز نہیں روتا ہوں، کیونکہ میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ اپنوں نے کیا۔''

(جاری ہے)